Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

Studying the Unique Aspects of the Prophet's Biography

مطالعہ سیرت النبی ﷺ کی متفردانہ جہات

Dr. Mūhāmmād Sultan Shah
Dean Faculty of Languages and Oriental Studies GCU Lahore
sultanshah@gmail.com

Ms. Khalda Farkh
Ph.D. Scholar, ICBS, Lahore

Abstract

In modern times, sciences and arts have developed immensely. The environment of civilized nations has become very developed and there has been a world of difference between the concept of life today and the concept of life at that time. In the rational and logical world, this argument is not weightless, human culture and civilization is always based on "every new building and structure" in every era. A common Muslim returns to his faith when faced with this question. All the ignorance and misguidance in today's world has been eradicated by your holy life.

The study of biography is the need of every human being. Therefore, every human being needs to follow the path of a perfect person in order to achieve perfection in his life. Therefore, this biography is based on two principles. Good in this world and good in the hereafter. If we look at the biography of the great famous people of the world in comparison with this biography, then Napoleon and Hitler are only military leaders in war and victorious tactics in front of us. If we take Gautama Buddha, his life is a name of interest and fascination with worship and austerity. On the occasion of the war, the blood of millions of people would not have been shed, and today even in the war of terrorism, the blood of thousands and millions of innocent people would not have been shed, and today,

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

under Muhammad (PBUH), murderers and terrorists would forgive innocent humanity.

Keywords: Studying, Prophet (PBUH) Biography, Unique Aspect

ارشادباری تعالی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔(1)

”فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے“

باری تعالی نے انسان کو اپنی کل مخلوقات میں اشرف الخلق بنایاہے اور اسے خود کو اشرف الخلق۔ عملاً ثابت کرنے کے لیے پیروی رسول کا حکم دیاہے اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت اقدس کو تمام انسانوں کے لیے اسوۃ حسنۃ بنایاہے۔ تمام خلق انسانی میں سے انسان کامل آپ کی ذات اقدس کو بنایاہے اور تمام انسانوں کے جملہ اعمال اور تمام اقوال اور سارے اخلاق کے لیے آپ کی ذات اقدس کو مینارہ نور بنایاہے۔ اس انسانی زندگی کی کل حقیقت کا ایک شعبہ معاش ہے اور ایک شعبہ معاد ہے۔ بالفاظ دیگر ایک دنیاہے ایک آخرت ہے یااس کو یوں کہہ سکتے ہیں۔ انسان کا تعلق اللہ سے کیاہو اور انسان کا تعلق اللہ کے بندوں کے ساتھ کیساہو، عام دنیامیں انسانوں کو سنوارنے کاپہلا شعبہ پیغمبری کہلاتاہے اور دوسرا شعبہ حکمرانی کہلاتاہے۔(2)

رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں شعبوں میں کمال پایاہے۔ اب آج کے جدید ذہن میں یہ سوال پیداہونا ممکن ہے کہ آپ کی سیرت ہی کا مطالعہ کیوں کیا جائے۔ اس سوال پر ہر سنجیدہ طالب علم عمیق توجہ کرتاہے اور تفکر و تدبر کرنے والا شخص سوچتاہے اور مستقل رائے رکھنے والا فرد دیکھتاہے۔ آخر تقریباً ساڑھے چودہ سو سال کی قدیم سیرت اس قدر دیرینہ اور تعلیمات کا مطالعہ اس کے لیے کیونکر ضروری ہے۔

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

عصر حاضر میں علوم و فنون نے بے انتہا ترقی کرلی ہے۔ متمدن اقوام کا ماحول بہت ترقی یافتہ ہو چکا ہے اور آج کے تصور حیات اور اس وقت کے تصور زیست میں زمین و آسمان کا فرق آچکا ہے۔ عقلی اور منطقی دنیا میں یہ دلیل بے وزن نہیں ہے، انسانی تمدن و تہذیب تو ہر دور میں "ہر کہ آمد عمارت تو ساخت" پر کاربند رہتی ہے۔ ایک عام مسلمان تو اس سوال کے سامنے آنے پر اپنے عقیدے کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ آج کی دنیا سے ساری جہالت اور ضلالت کا خاتمہ آپ کی سیرت اقدس نے کیا ہے۔

آج اس کے باطن میں شمع ہدایت اسی سیرت کی وجہ سے روشن و تاباں ہے۔ آپ کا ہر قول حجت ہے۔ آپ کا ہر فعل قیامت تک برہان ہے۔ قرآن نے رسول اللہ ﷺ کی سنت اور سیرت کی دوامیت اور عملیت کو ہر زمانے کے لیے ثابت کیا ہے۔ آپ کی سنت اور سیرت کو کسی خاص زمانے تک ہی محدود نہیں کیا اور اسے ہر زمانے کے لیے واجب التعمیل قرار دیا ہے۔ قرآن کی نصوص صریح کے ذریعے سنت و سیرت رسول ﷺ کی حیثیت جزء قرآن، خلق قرآن، ضمیمہ قرآن، تتمہ قرآن اور تفسیر قرآن کی سی معلوم ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کی یہ آیات رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی دوامیت کو ثابت کرتی ہیں۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (3)

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ (4)

ان قرآنی آیات کی بنا پر امت مسلمہ ہر دور میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر اسی طرح عمل کرتی رہی ہے جیسے آپ کی ظاہری حیات میں۔ صحابہ کرامؓ آپ کے ہر حکم پر عمل کو اپنی زندگی کی شناخت بناتے رہے ہیں۔ آج ہمارے اس زمانے میں ایک غیر مسلم کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کی سیرت انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔ اس لیے کہ اس سیرت میں ہر عقل سلیم رکھنے والے انسان کے نفع کی بات ہے اور اس بنا پر کہ آپ کی سیرت تمام انسانوں کے لیے باعث رحمت ہے اور یہ سیرت دنیا و آخرت کی بھلائی اپنے اندر رکھتی ہے۔ سنجیدہ سوچ رکھنے والا انسان اس دعوت اور سیرت کو ٹھکرا نہیں سکتا۔ اس لیے کہ یہ سیرت اب تک اپنے اصل مآخذ میں محفوظ ہے دیگر ھادیان عالم کے مقابل یہ سیرت ہر اعتبار سے اپنی تاریخ کے اعتبار سے

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

مستند اور قابل اعتماد ہے۔ گوتم بدھ کے صرف اقوال ہیں۔ اصل توریت دنیا سے ناپید ہے اور موجودہ انجیل کو حضرت عیسی علیہ السلام نے ہرگز خود نہیں لکھوایا اور وہ اصل انجیل اب تک لاپتہ ہے۔ ان سب کے مقابل رسول اللہ ﷺ کی ذات وسیرت کو دیکھیں، قرآن حکیم کو آپ نے خود لکھوایا ہے۔ کاتبوں کے ذریعے اسے لکھ کر محفوظ کیا ہے۔ ہر آیت کا مقام اور محل بتایا ہے اور صحابہ کرامؓ کو قرآن زبانی یاد کرایا ہے۔ ہر روز نمازوں میں قرآن کو خود پڑھا ہے اور امت کو ہر نماز میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں قرآن لکھا ہوا تھا اور سینوں میں یاد کیا ہوا محفوظ تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں کتابی صورت میں جمع ہوا تھا۔ اس کے جمع کرنے کا ضابطہ انہوں نے یہ دیا تھا کہ ہر آیت کو حفظ کے علاوہ دو تحریری شہادتوں اور ثبوتوں کے بعد لکھا جائے۔

عہد نبوی میں سینکڑوں صحابہ کرامؓ حفاظ قرآن تھے، قرآن حکیم کی یہ مستند تاریخ اور اس کی صحت و ثقاہت ایک غیر مسلم کو بھی رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مطالعہ کے لیے راغب کرتی ہے اور اس سیرت کے مطالعہ کے لیے اصول لا اکراہ فی الدین ہے۔ کسی کو مجبور ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت بصورت قرآن دنیا کے لیے فصاحت و بلاغت میں ایک چیلنج ہے۔ قانون سازی میں ایک مینارہ نور ہے۔ فی الدنیا حسنۃ اور فی الآخرۃ حسنہ ایک راہنمائی کا خزانہ ہے۔ تمام ھادیان عالم کی سیرت کے تناظر میں اس سیرت النبی ﷺ کا ہر ہر حوالے سے اور ہر ہر پہلو سے اور ہر ہر جہت کے اعتبار سے کتب سیرت عالم میں سیرت مصطفی کا مقام یہ ہے کہ "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔" اس سیرت نے توحید گریز اور فطرت فرار ہر فرد کو توحید شناس اور حقیقت شناس بنایا ہے۔ اس سیرت نے دنیا میں انسانی مساوات کو قائم کیا ہے۔ انسانی فضیلت کو اعمال صالح اور کردار عظیم پر استوار کیا ہے۔

اس سیرت نے صداقت عالم کو پروان چڑھایا ہے اور حقیقت ابدی سے انسانیت کو متعارف کرایا ہے۔ اس لیے اس سیرت کا مطالعہ ہر انسان کی ضرورت ہے۔ غرضیکہ ہر انسان اپنی زندگی میں نمونہ کمال حاصل کرنے کے لیے انسان کامل کی سیرت کی پیروی کا آج محتاج ہے۔ اس لیے اس سیرت کی بنیاد دو اصولوں پر ہے۔ فی الدنیا حسنہ اور فی الآخرۃ حسنۃ۔ ہم اس سیرت کے مقابلے میں دنیا کے بڑے بڑے نامور لوگوں کی سیرت کو دیکھیں تو نپولین اور ہٹلر ہمارے سامنے صرف اور صرف

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

سپہ سالار جنگ میں اور فاتح حرب ہیں۔ گوتم بدھ کو لیں تو اس کی زندگی عبادت و ریاضت سے دلچسپی اور رغبت کا نام ہے۔ افلاطون اور ارسطو کو دیکھیں تو وہ صرف حکیم و فلسفی تھے۔ غرضیکہ ہر ایک نامور شخصیت کا نام لیتے جائیں۔ اس کی سیرت یک رخی نظر آئے گی۔ دنیا میں ہمہ جہتی سیرت اور دنیا کے ہر شخص کے لیے قابل عمل اور قابل تقلید سیرت، صرف اور صرف احمد مصطفی ﷺ محمد مجتبی کی ہے۔ یہ ہمہ جہتی سیرت النبی صرف عقیدت میں نہیں حقیقت میں ہے۔ آپ کا ہر قول اور ہر فعل سیرت کے اعلی ضابطے اور بہترین نمونہائے عمل دیتا ہے اور یہ سیرت اپنے پیروکار کو ایک کامیاب زندگی کا تحفہ دیتی ہے۔

دنیا میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے اپنے شعبے میں ہی اپنی زندگی صرف کر دیتے ہیں۔ ایک سیاستدان جب رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو پڑھتا ہے تو آپ نے اپنی سیاسی قیادت کے ذریعے دس سال کے قلیل عرصہ میں جزیرہ نمائے عرب میں ایک مضبوط اور ایک مستحکم مملکت قائم کر دی تھی اور اگر آپ کو ایک سپہ سالار کی حیثیت سے دیکھیں تو آپ کی کمانڈ میں اور آپ کی سپہ سالاری میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان ہونے والی جنگوں میں بمشکل چند سو آدمی مارے گئے جبکہ اس کا نتیجہ آج بھی ساری دنیا کو حیران کیے ہوئے ہے کہ اتنے کم نقصان کے ساتھ آپ نے دس سال کے قلیل عرصے میں تقریباً بارہ لاکھ مربع میل رقبے کو نہ صرف فتح کیا بلکہ اس کے رہنے والوں کو مکمل ہمیشہ کے لیے اپنا مطیع فرمانبردار کر لیا تھا اور وہ سارا علاقہ اسلامی ریاست کا حصہ بن گیا تھا۔ عرب کی تاریخ میں ایسی حکومت پہلی بار قائم ہوئی تھی جو پورے عرب کے جزیرے پر چھائی ہوئی تھی اور آپ نے بحیثیت سیاسی قائد و راہنما بین المالک تعلقات قائم کیے تھے اور تجارت و کاروبار کا بین المالک قانون متعارف کرایا تھا اور اپنی سیاسی قیادت کے ذریعے اپنی حیات میں فتوحات اسلامی کا ایک ناقابل تنسیخ ریکارڈ قائم کیا تھا۔ اگر کوئی ایک منتظم اور ایک ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہے تو وہ سب سے پہلے آپ کو دستور مملکت کا مطالعہ کرے اور اس پر آپ نے ایسا نظام حکمرانی قائم کیا کہ وہ مملکت دنیا کی عظیم الشان مملکت و سلطنت قرار پائی اور جب تک اس دستور اور نظام حکمرانی پر عمل ہوتا رہا۔ اسلامی مملکت دوسری سلطنتوں کے لیے ایک مثال بنی رہی۔ اگر کوئی ایک معاشی و سماجی لیڈر کی حیثیت سے اور عمرانی راہنمائی کے طور پر آپ کی سیرت کا مطالعہ کرے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے ہر مالیاتی حکم میں تقسیم دولت اور گردش دولت کو کارفرما دیکھے گا کبھی وہ اس مالیاتی حکم میں تقسیم ترکہ دیکھے گا کبھی ترغیب

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
December 30, 2023

وصیت پائے گا اور کبھی تحدید وصیت پر نظر کرے گا۔ کبھی ممانعت سود کا حکم پائے گا تا کہ کسی حاجت مند انسان کی ضرورت پر اس کا مالی استحصال نہ کیا جائے۔ کبھی وہ پیروکار سیرت دولت کو بچاتا ہوا اور بس انداز کرتا ہوا نظر آئے گا اور کبھی وہ زمین پر عشر دیتا ہوا دکھائی دے گا کبھی وہ اپنے مال سے زکوۃ عطا کرتا ہوا نظر آئے گا اور یہ سارا نظام مالیات اس اصول گردش دولت پر قائم تھا جس کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً م بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ۔(5)

"دولت صرف اور صرف چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں ہی نہ گھومتی رہے۔"

اور مراعات یافتہ لوگ ہی مال و دولت سے مستفید نہ ہوں بلکہ ان مالداروں سے مختلف مذہبی واجبات اور ملکی محصولات لے کر معاشرے کے فقیروں اور محتاجوں کی مالی کفالت کی جائے۔ ایک معاشرتی راہنما اور اخلاق پرور قائد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو اعلی ترین خلق انسان پر پاتا ہے اور دیکھتا ہے اور وہ آپ کے خلق عظیم کی زمینی شہادتوں کے بعد آپ کے خلق کی عظمت پر خدا کے ہاں سے بھی انک لعلی خلق عظیم کی شہادت پاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ بذات خود اپنی بعثت کو مکارم اخلاق کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔اس لیے فرماتے ہیں۔

انما انا بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔

اور آپ نے اپنی عظیم سیرت کے ذریعے ہر انسان کو اپنی سیرت کو اعلی اخلاق کی حامل بنانے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا۔خیارکم خیارکم احسانکم اخلاقا۔

"تم میں سے سب سے اچھا انسان وہ ہے جس کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہیں۔"

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

آپ کے خلق عظیم کو جس جس جہت سے دیکھیں وہ عظیم ہی عظیم ہے۔ آپ کا خلق گھر والوں کے لیے، باہر والوں کے لیے، اپنوں کے لیے، غیروں کے لئے، دوستوں کے لیے، دشمنوں کے لیے، چاہنے والوں اور مخالفوں کے لیے، جانثاروں کے لیے اور جان پر حملہ آوروں کے لیے حتی کہ ہر ہر فرد معاشرہ کے لیے آپ کا خلق عظیم ہی عظیم ہے۔ آپ کے خلق کا اعلی ترین وصف یہ تھا جو کہتے تھے سب سے زیادہ اور سب سے پہلے خود اس پر عمل کرتے تھے۔ غرضیکہ ایک باپ کی حیثیت سے، ایک شوہر کی حیثیت سے، ایک دوست کی حیثیت سے، ایک حاکم کی حیثیت سے اور ایک تاجر کی حیثیت سے، آپ کی سیرت اور آپ کا کردار بے داغ ہے۔ آپ کا دشمن بھی آپ کے کردار کو سراہتا ہے۔

یہ آپ کی سیرت کی کشش تھی اور اس سیرت کی نتیجہ خیزی تھی کہ آپ کو ہر میدان زندگی میں بے مثال کامیابیاں میسر آئیں اور 10 ہجری میں جب حج کے لیے مکۃ المکرمہ کے لیے تشریف لے گئے اور تو آپ کی سیرت سے متاثر ہونے والے ڈیڑھ لاکھ مسلمان ساتھ تھے جو ملک کے کونے کونے سے آئے تھے۔ آپ نے دنیا کو جو دین دیا اس دین نے اپنی جگہ دنیا میں ہر انسان کے ذہن میں خود بخود پیدا کرلی۔ آپ کی سیرت تعصبات سے بالاتر تھی نسل اور رنگ انسان کی فوقیت کی بنیاد نہ تھے زبان اور علاقہ وجہ فضیلت نہ تھے، حقیقی افضلیت عمل پر تھی۔ تقوی، خداترسی اور نیکوکاری پر انسانی شرف قائم تھا۔ تمام پست اقوام نے رسول اللہ ﷺ کے اس اصول سیرت اور اصول مساوات اور اصول فضیلت کی بنا پر اسلام میں پناہ لی اور سب انسانوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کی سیرت نے مساوات انسانی کی روشن حیات کل عالم انسانیت کو عطا کی جس کی نظیر پہلے اور بعد کی دنیا میں نہ تھی۔ اسلام تو سراسر دین مساوات ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی مساوات کے نظاہر دنیا میں کئی اور دکھائی نہ دیتے تھے۔

بلاشبہ انسان کا رنگ اور زبان فطرت کی ایک تنوع پسندی ہے اور فطرت کے حسن کا راز ہیں اور رنگ اور زبان علاقہ و نسل کو انسانی فضیلت کے باب میں بے اثر کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے بڑھ کر کسی کا اولیت میں کوئی نام نہیں ہے اور کسی کا کوئی کام نہیں ہے۔ آج دنیا میں جو کچھ ہے رسول اللہ ﷺ کی اسی سیرت کا فیضان مسلسل ہے اور اس سیرت کا مطالعہ ہر انسان کے لیے اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ سیرت انسانی تاریخ میں مستند، معتمد، قابل استناد اور قابل اعتماد ذرائع سے

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

حدیث متواتر کی طرح مسلسل نقل ہوتی ہوئی آرہی ہے۔ سیرت نگاری اور سیرت بیانی میں تاریخ انسانی کا یہ مستقبل اور مسلسل عمل ہی سیرت النبی کی حجیت انسانی ذہنوں میں ثبت کرنے اور ان کے اعتقاد کو یقین کامل دینے کے لیے کافی وشافی ہے۔ عام طو رپر جب بھی کسی انسان کی سوانحعمری لکھی جاتی ہے تو اس کے ماخذوں کو تلاش کیا جاتا ہے۔ اس میں مواد کو کریدا جاتا ہے مواد کبھی کم اور کبھی زیادہ ملتا ہے۔ کبھی کسی کی ساری سیرت محض ایک کہاوت، ایک ضرب المثل، کسی ایک تلمیع پر استوار ہوتی ہے مگر جس کے بارے میں لکھا جارہا ہے خواہ وہ بادشاہ ہو، قوم کا رہبر ہو، فلسفی و شاعر ہو، ادیب و دانشور ہو، صوفی و درویش ہو، غرضیکہ کوئی بھی ہو۔ ہمیں دیکھنا یہ ہوتا ہے اس کے فن اور کمال نے کیا کیا اثرات انسانی معاشرے پر مرتب کیے ہیں۔ کسی قائدو مصلح کی سوانحعمری کے لیے یہ پرکھنا ہوتا ہے کہ اس کی قیادت کے کتنے اثرات ہوئے، کتنے عرصے تک رہے اور ان کے پیروکاروں نے کس قدر وسعت پائی اور پھر جس ذات کے بارے میں لکھا جارہا ہے اور بیان کیا جارہا ہے۔ اس کی ذات خود کتنی متنوع اور جامع الصفات ہے۔ انسانی سوانحعمری اور سیرت نگاری میں سب سے مشکل سیرت نگاری کسی پیغمبر اور رسول کی ہوتی ہے۔

یہ کام اگرچہ سعادت عظمی کا درجہ رکھتا ہے مگر یہ کام مشکلات وابتلاء سے بھی گھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں مساوی وسائل سے بھی سابقہ بڑتا ہے اور غیبی امور، وحی و معجزات کو بھی صائب فکر کے ساتھ سمجھنا پڑتا ہے۔ ذرا سی غلطی خود کو بھی گمراہ کردیتی ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ دنیا کی معلوم تاریخ میں کسی بھی نبی ورسول اور کسی بھی مصلح اور قائد کے بارے میں اتنا کچھ نہیں لکھا گیا جتنا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی سیرت و کمالات کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے تمام کے تمام صحابہ کرامؓ کو اپنی سیرت کا مبلغ و داعی اور سیرت کا بیان کار اور سیرت نگار بنایا تھا اور وہ صحابہؓ جو آپ کے حکم پر اپنی جان تک ہر لحہ وار کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ وہ خطبہ حجۃ الوداع کے عظیم اجتماع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے اس تاکیدی حکم کو اپنی زندگیوں میں سے کیسے نظر انداز کرسکتے تھے کہ بلغوا عنی ولو آیۃ۔ اور فیبلغ الشاہد الصائب۔

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
December 30, 2023

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرامؓ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر موجود تھے جن میں سب کو آپ نے اپنی احادیث، اپنی تعلیمات اپنے احکامات غیر موجود اور بعد میں آنے والے لوگوں میں پہنچانے کے لیے ان سب کو راوی سیرت اور راوی حدیث بنایا تھا اور ان کو اپنی سیرت کا مبلغ اور داعی بنایا تھا اور سیرت کا بیان کار بنایا تھا۔ ائمہ اور محدثین نے بعد ازاں تحقیق کرکے یہ بات ثابت کی ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے ایک لاکھ صحابہ کرامؓ حدیث رسول ﷺ کو روایت کرتے تھے اور وہ ہمیں کتب تاریخ اسماء الرجال میں معلوم ہوتے ہیں اور وہ رسول جن کی حیات میں ان کے اصحاب کی اتنی بڑی تعداد ان کی سنت اور سیرت کو بیان کرتے تو بعد کے زمانوں میں ان کے سیرت نگاروں کی تعداد احصلو اور شمار سے ماوراکیوں نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو ہر قریبی نے بھی بیان کیا ہے اور ہر علاقائی نے بھی خوب ذکر کیا ہے۔ ہر صحبت میں بیٹھنے والے نے بھی تذکرہ کیا ہے ہر واسطہ رکھنے والے نے بھی بیان کیا ہے۔

حتی کہ آپ کی سیرت کو بزرگوں نے بیان کیا ہے، بچوں نے اپنا مشاہدہ ذکر کیا ہے، رشتہ داروں نے اس کا اظہار کیا ہے، گھر والوں نے سیرت کا تذکرہ کیا ہے، سف وحضر کے اصحاب نے اسے اپنے احاطہ بیان میں لایا ہے۔ خادموں نے اس سیرت کے متنوع پہلوؤں کو اپنے تذکار میں اختیار کیا ہے۔ غرضیکہ ہر صحابی سیرت کا مبلغ تھا، داعی تھا، بیان کار تھا اور سیرت نگار اور سیرت کا اظہار کار تھا۔ اس سیرت کو اس زمانے کے ذہین وفطین لوگ بھی دیکھتے تھے اور پرکھتے تھے جس میں شعراء بھی تھے اور ادیب بھی تھے اور شعراء کے اشعار بھی سیرت النبی کا باکمال اظہار ہے اور وہ شعراء اپنی قوت فیصلہ اور قوت اظہار کو متنوع معیارات کے ساتھ کرتے تھے۔ بیرونی اسفار میں ملنے والے بھی اس سیرت کو بیان کر رہے تھے آپ نے دعوت اسلام کے لیے ہمسایہ ممالک کے سربراہوں اور بادشاہوں کو خطوط بھی لکھے تھے جن کی تعداد ڈھائی تین سو کے قریب اب تک کتب سیرت میں محفوظ ہے۔(6)

سیرت کی کامل تفہیم کے باب میں اس کی صحیح اہمیت کو سمجھنے کے لیے اور کامل معرفت تک پہنچنے کے لیے اس کی کمیت کی جگہ اس کی کیفیت کو سمجھنا بھی ناگزیر ہے۔ اگر دنیا کے نامور فاتح اور سپہ سالاروں کی سیرت کو جانیں تو ان کے کارناموں پر فخر کرنے سے قبل یہ بھی جاننا ہوگا کہ انہوں نے یہ فتح کتنی انسانی جانوں کی قیمت اور قربانی پر حاصل کی ہے۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
December 30, 2023

1914ء کی پہلی عالمی جنگ عظیم ہو یا دنیا کی دوسری عالمی جنگ عظیم 1939ء ہو، اس میں جو بھی فاتح ہوا اس نے بے شمار انسانی جانوں کے قتل اور ضیاع پر اپنا علم فتح نصب کیا۔ پہلی جنگ عظیم میں ایک کروڑ انسان مارے گئے، دوسری عالمی جنگ عظیم 1939ء اس میں چار کروڑ انسان اپنی جان سے گئے۔ مگر ان دونوں جنگوں کو انسانی تاریخ حرب میں وہ اہمیت حاصل نہ ہو سکی جو جنگ بدر، غزوہ بدر کو حاصل ہوئی ہے۔ جس میں فریقین کے مارے جانے والے افراد کی تعداد بمشکل 100 سے بھی کم تھی۔

آج دنیا کے کسی بھی خطے میں سپہ سالاری کے منصب پر فائز ہونے والے کے لیے ریاست مدینہ کے سربراہ اور سپہ سالار کی سیرت اور اس کا مطالعہ انسانیت کے حق میں بہت زیادہ فائدے کا باعث ہو سکتا ہے۔ اسی طرح آج کی دنیا میں اس شخص کی سیرت قابل فخر ہے جو کروڑوں روپے کی خیرات کرتا ہے اور انسانی خدمت پر اپنی دولت صرف کرتا ہے یا مرتے وقت اپنے مال میں ایک مقرر حصے کی وصیت کر جاتا ہے۔ اس شخص کا یہ کردار اس کردار صدیقی کی عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو رسول اللہ ﷺ کی کال پر اپنے گھر کا سارا مال و متاع لے آتے ہیں اور ان سے پوچھا جاتا ہے کہ گھر والوں کے لیے کیا کچھ چھوڑا ہے تو اتنا جواب آتا ہے ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول ﷺ کافی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی متنوع جہات ہیں، ایک ہی واقعہ سیرت کو ہر شخص اپنے استدلال اور استنباط کے کے مختلف رجحان اور میلان کے باعث مختلف چیزوں کو مستنبط کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سیرت کو دشمن کے ساتھ صرف جنگوں اور غزوات کے تناظر میں ہی لے لیں۔ کوئی ان کا ذکر کہانی وحکایت کے طور پر کرتا ہے اور کوئی ان کو فن حرب کی تاریخ میں بے مثال اور قابل تقلید ہونے کے اعتبار سے ذکر کرتا ہے اور کوئی ان کا مطالعہ قانون بین المالک قواعد حرب کی نظیر کے انداز میں کرتا ہے اور کوئی ان کا تذکرہ عربی فوجیوں کی نفسیات کے تناظر میں کرتا ہے اور کوئی ان کی قوت شجاعت و بہادری کے حوالے سے کرتا ہے۔ کوئی ان کی حاضر دماغی اور حربی صلاحیت میں غیر معمولی کردار کی نظر سے کرتا ہے۔

اس لیے خدائی حکم قرآنی آیت لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کی صورت میں ہر مسلمان اور ہر انسان کو پکار پکار کر سیرت النبی کے مطالعہ کی دعوت دیتا ہے۔ مطالعہ سیرت النبی ﷺ اس لیے ہے تاکہ معلومات سیرت کے ذریعے ہم اپنے مراحل سیرت خوش اسلوبی سے طے کرتے جائیں اور انسانیت کے حق میں ہماری سیرت قابل افتخار، قابل تقلید ٹھہرے اور ہم

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

مسلمان اپنی سیرت کے ذریعے سیرت النبی کا پرچار کریں اور اپنی سیرت کو دعوت اسلام کی بنیاد بنائیں اور اپنے عمل کو تعلیمات اسلام کا آئینہ دار بنائیں اور اپنے کردار کو کردار اسلام کا عنوان بنائیں اور اپنے وجود سے رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے کا ثبوت دیں۔اب ہم اس سوال پر اپنی توجہ مرتکز کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے عالمی سطح پر اور خود مکۃ المکرمہ میں ایک نئے نبی کی نبوت ورسالت کا احتیاج کیسے پیدا ہوئی اور کیسا حالات تھے اور ان کا تقاضا کیا تھا۔ قرآن حکیم نے اس احتیاج نبوت کو بڑے ہی فصیح اور بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ظہر الفساد فی البر والبحر۔

زمین کی ہر سطح پر خواہ وہ خشکی ہو یا تری ہو ہر جانب فساد پھیل چکا تھا۔ اس فساد کا انسداد اس نئی نبوت ورسالت کی احتیاج بن گیا، انسانی افعال کی برائی اور اخلاق کی پستی اور اقوال کی جگ ہنسائی کو ختم کرنے کے لیے کسی مصلح عالم کی ضرورت ہوتی ہے اور برائی جتنی بڑی ہوتی ہے اتنا ہی بڑا مصلح درکار ہوتا ہے۔ دوسری طرف انسانی کاروبار و تجارت بڑھتے بڑھتے عالمگیریت کے وصف سے آشنا ہوگئے تھے اور بین الاقوامی تجارتی کارواں، تجارتی راستوں پر ہمہ وقت رواں دواں رہتے تھے۔ اب یہ بھی ضرورت پیش آئی کہ نیا نبی مختص المکان اور اختصاص بالزماں تک محدود نہ ہو بلکہ اس کی نبوت ورسالت تمام زمانوں اور تمام علاقوں کے لیے ہو وہ عالمی سطح پر یونان کی حکمت وفصاحت سے بھی بہتر حکمت وفصاحت عالم انسانیت کو دے سکے۔ روم کے قانون سے اعلی تر قانون انسانیت کے نام کر سکے اور ضرورت تھی ایسا رسول آئے جو انسانوں کے لیے عقل، فکر، نظر، بصر، سمع، تفقہ، تدبر، شعور اور علم کے باب میں ایک نمونہ کمال، اسوہ حسنہ کا حامل ہو جس کی نبوت ورسالت دنیا کی ساری قوموں کے لیے ہو اور جو دنیا کے سارے انسانوں کے لیے نبی ورسول ہو۔ جو ہر براعظم میں بسنے والوں کا رسول ہو، جس کی تعلیمات آفاقی ابدی اور دائمی ہوں اور ہر خطہ ارض اس کی نبوت ورسالت کے نور سے منور ہو رہا ہو۔ جس کے دل میں انسانیت کا درد ہو اور وہ انسانیت کا خیر خواہ ہو وہ سارے عالمین کے لیے سراپا خیر ہی خیر ہو۔ فطرت کی اسی صدا پر وحی الہی کا نزول ہوا۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔

اب ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ عالمی نبوت و رسالت ہر خطہ زمین کا انسانی تہذیب و تمدن کے فروغ کے بعد ایک طبعی اور فطرتی تقاضا تھا اور پھر پانچوں براعظم میں سے ایشیا کا انتخاب کیونکر ہوا اور ایشیا میں سے بھی عرب کا کیوں ہوا اور عرب میں سے مکۃ المکرمہ کا انتخاب کیونکر اور کیسے ہوا جب اس سوال پر ہم غور وفکر کرتے ہیں اور دنیا کے نقشے پر نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے ایشیا، یورپ، افریقہ، انٹارکٹکا، آسٹریلیا، میں سے ایشاء جزیرہ نما عرب کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ مرکز ایشیاء میں ہوتے ہوئے بھی یورپ اور افریقہ کے بہت قریب ہے۔ کسی زمانے میں یونان، مصر اور روما کو مرکزیت حاصل تھی مگر قدرتی طور پر مکۃ المکرمہ کو ساری زمین میں ناف زمین کی حیثیت حاصل ہے اور یہ مرکز زمین ہے اور اس مرکز تک پہنچنا ہر جگہ سے سہل ہونا چاہیے۔ اس لیے حضرت ابراہیم نے تعمیر کعبہ کے بعد ساری دنیا کو اس گھر کے لیے یوں ملایا۔

بہت ہی محدود رقبے میں مکہ وادی غیر ذی زرع ہے مدینہ منورہ کی زمین زرخیز ہے۔ اس جزیرہ نما عرب کو ایشیاء، یورپ اور افریقہ کے خطوں سے طبعی مماثلت بھی ہے جس کی وجہ سے ان براعظموں کے سیاسی مفادات بھی بعثت رسالت سے قبل ہی اس خطے کے ساتھ وابستہ تھے۔ عرب کا علاقہ تینوں براعظم کا سنگم تھا اور تجارت وکاروبار کے لیے ایک مرکزی مقام بنا ہوا تھا۔ حجاز میں کافی عرصے تک کوئی نبی و رسول نہ آیا تھا۔ ان کی ذہنی قوتیں محفوظ تھیں۔ ان کی توانائیاں عمل کے لیے لبریز تھیں، ان میں جفاکشی پائی جاتی تھی۔ صبر وضبط اور مستعدی تھی اور بلند کرداری کا وصف بھی ان میں بدرجہ اتم موجود تھا وہ اپنی بات کا پاس رکھتے تھے، خوددار تھے اور عزت نفس کے حامل تھے۔

صحرائی زندگی گزارتے تھے اور کھلی فضا میں پرورش پاتے تھے جس کی وجہ سے ان کی بصارت اور سماعت تیز تھی اور سب حواس غیر معمولی نتائج دیتے تھے، لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا اس لیے کہ گنتی کے چند لوگ 115 سے 20 کے قریب لکھنا پڑھنا جانتے تھے، البتہ وہ لکھنے کا کام حافظے کی غیر معمولی صلاحیت اور اپنی ضرب المثل یاداشت سے لیتے تھے۔ غذا میں سادگی تھی، جس کی وجہ سے برسوں کوئی بیمار نہ ہوتا تھا۔ تجارت پیشہ ہونے کی وجہ سے وہ ساری دنیا کی سیر وسیاحت کیا کرتے تھے۔ مکہ وادی غیر ذی زرع کی حیثیت

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

رکھتا تھا۔ جس کی وجہ سے ان میں مستعدی اور چستی بڑھ گئی تھی دنیا بھر کے تجارتی سفروں کی وجہ سے لوگوں کی نفسیات سے خوب واقف ہو گئے تھے جس کی وجہ سے عربی فوج اونٹوں کے ذریعے طویل ترین سفر آسانی سے کر لیتی تھی۔ عربی فتوحات میں ان کی یہی دلیری شجاعت اور جرات ان کی فتوحات کی سرعت کا باعث بنی تھی۔

مکۃ المکرمہ طائف اور مدینہ منورہ کی شہری مملکتوں کا سیاسی نظام سماجی مساوات پر مبنی تھا، سب آزاد اور برابر شمار کیے جاتے تھے۔ صلاحیت و قابلیت کی بنا پر قبیلے کے سردار کا انتخاب ہوتا تھا۔ ان ساری خصوصیات اور تجربات کی بنا پر جب ان کو دنیا پر حکمرانی کا موقع ملا تو انہوں نے انسانی مساوات کو قائم کیا اور رفتہ رفتہ انسانی غلامی کا خاتمہ کیا اور اسی طرح انسانی زندگی میں رنگ و نسل زبان و وطن کے تمام امتیازات کو اسلام نے بے اثر کیا۔ اس سلسلے میں اب تک برہمنیت، ایرانیت، رومیت حتی کہ کل انسانی حاکمیت تک ناکام ہو چکی تھی۔ صرف اور صرف اسلام کو اس بت کو پاش پاش کرنے میں کامیابی ملی۔ مکۃ المکرمہ کے انتخاب کی ایک وجہ اس میں بولی جانے والی فصیح و بلیغ زبان عربی بھی تھی۔ عرب زبان دانی کے لیے ایسی اولادوں کو رضاعت کے لیے مکہ کی مضافاتی وادیوں کا انتخاب کرتے تھے۔ عربی زبان اپنی جمالیاتی صلاحیت ادائے مطالب اور فصاحت و بلاغت کی لامتناعی قابلیت کی بنا پر اس وقت کی تمام متمدن زبانوں پر فائق تھی۔ مکہ کے انتخاب کی وجہ ایک اس خطے کا ہمیشہ سے آزاد رہنا بھی ہے۔ اس پر کسی بیرونی جارح کا قبضہ نہ ہو چکا تھا۔ البتہ بہت سے بیرونی پناہ جو اس میں حاصل کرتے تھے۔ بلاشبہ آزاد قوم غلامانہ ذہنیت نہیں رکھتی آزادروی ہی کسی قوم کو خودمختاری کی صفت سے ہمکنار کرتی ہے۔

خلاصہ کلام

جبل نور کے دامن غار حراء سے جو روشنی پھوٹی، اس نے عالم انسانیت کو سرمدی ہدایت سے نوازا اور انسانیت کو تلاش مولا کی راہ دکھائی۔ اس ہدایت نے لوگوں کو توحید کا راہ شناس بنایا اور اسلام کی آفاقی تعلیمات کا مزاج شناس بنایا اور انفرادی زندگی میں راہ حق کا خود شناس بنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس روشنی کو اپنی حیات طیبہ میں گھر گھر پہنچایا۔ اہل خاندان اور اہل شہر کو اس کی جانب متوجہ کیا۔ آپ کی مکی زندگی میں بے شمار مشکلات پیش آئیں۔ 13 سالہ مکی زندگی کے نتائج چند سو لوگوں کے اسلام قبول کرنے کی صورت میں نظر آئے۔ باوجود اس کے تبلیغ دین کے لیے ہر طرح کی تکالیف کو برداشت کیا۔

OPEN ACCESS
CC BY

مکہ سے طائف جلاوطن ہونا پڑا وہاں جاکر مشکلات مزید بڑھ گئیں۔ مگر راہ حق پر مسلسل استقامت نے اتفاقی اور حادثاتی مواقع بھی عطا کیے۔ اہل مدینہ سے اتفاقی ملاقات ان کے قبول اسلام کا باعث بنی پھر ان کی دعوت پر سب کچھ چھوڑ کر مدینہ منورہ، ہجرت اختیار کر لی سب مسلمان بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔

ادھر اہل مکہ نے سب مہاجرین کی جائیدادوں پر ناجائز قبضہ کر لیا۔ مدینہ پہنچتے ہی رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے بے گھر مہاجرین کے لیے گھروں کا انتظام کیا، انصار و مہاجرین کو مواخات مدینہ کے معاہدے میں شریک کیا پھر اپنے ان سب جانثاروں کی اجتماعی تنظیم کے ذریعے ایک شہری مملکت قائم کر لی، مہاجرین مکہ مدنی مسلمانوں غیر مسلم عرب اور یہودیوں پر مشتمل اس ریاست کے حاکم آپ مقرر ہوئے اور ایک وفاقی شہری مملکت منصہ شہود پر آئی۔ اس وفاق کا دستور پچاس دفعات پر تشکیل ہوا جسے تاریخ انسانی نے آج تک محفوظ رکھا ہوا ہے۔ اس دستور کے مطابق شہر کی حفاظت اور مدافعت سب اقوام و قبائل کی مشترکہ ذمہ داری قرار پائی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ کے مضافات میں اسی (80) میل دوری پر بنی ضمرہ اور بنی مدلج کو اپنا حلیف بنایا۔ اس شہری مملکت کی حفاظت کے لیے ان سے بھی معاہدہ کیا۔ 2 ہجری کو اہل مکہ نے ایک ہزار لشکر کے ساتھ 313 مسلمانوں پر غزوہ بدر کی صورت میں حملہ کر دیا اور وہ ناکام ہوئے پھر شوال 3 ہجری میں پھر مدینہ منورہ پر دوبارہ چڑھائی کر دی۔

اب شہر کے باہر احد کا میدان مقابلے کے لیے سجا، مسلمانوں کو فتح کے بعد پسپائی ہوئی مگر لڑائی ملتوی کر دی گئی۔ اسی دوران یہودی میثاق مدینہ سے منحرف ہوئے اپنے کیے کی سزا پاکر خیبر کی جانب جلاوطن ہوئے۔ یہودی کے ورغلانے پر قریش نے اپنے تمام خلیف قبائل کو جمع کیا اور دس ہزار کا لشکر لے کر سہ بارہ 5 ہجری میں مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا اور ادھر تین ہزار مسلمان مجاہدین مقابلے کے لیے تیار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے شہر کے غیر محفوظ رخ پر پندرہ دن کے اندر خندق کھدوائی جب فراغت پائی تو دشمن سر پر آپہنچا، اہل مکہ اور یہود میں باہم بد اعتمادی پیدا ہوئی۔ قریش نے دل برداشتہ ہو کر محاصرہ اٹھالیا اور مکہ واپس چلے گئے۔ یہود بھی حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے رفو چکر ہو گئے۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

یہود نے خیبر ہجرت کر کے وہاں مسلمانوں کے خلاف مسلسل سازشیں کرنا شروع کر دیں۔ اب ذی قعدہ 6 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا مکہ یا خیبر دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ صلح کر لینی چاہیے۔ اس غرض کے لیے آپ نے اہل مکہ کا انتخاب کیا۔ اسی دوران مکہ میں قحط پڑا رسول اللہ ﷺ نے پانچ سو اشرفیوں کے ساتھ اپنے دشمنوں کی انسانی بنیادوں پر اہل مکہ کی مدد کی اور یہ امداد سردار مکہ ابوسفیان کو بھجوائی تاکہ قحط زدہ لوگوں میں اس امداد کو وہ تقسیم کر دے۔ اس کے بعد حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی آدھی فوج مدینہ منورہ میں چھوڑ کر پندرہ سو صحابہ کرامؓ کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ آئے۔ اس سفر میں عام ہتھیار حرب ساتھ نہ رکھے تاکہ اہل مکہ کو لڑائی کا کوئی اندیشہ نہ ہو۔ صرف ایمرجنسی حالت کے لیے ضروری ہتھیار ہی لیے مگر ان کو بھی بند رکھا۔ مکہ سے دس میل دور حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کیا اور کفار کے ساتھ گفت شنید اور مذاکرات ہوئے اور قریش کی منہ مانگی شرائط منظور کر لیں۔

اس معاہدے کے مطابق دس سال کے لیے فریقین اور ان کے حلیفوں کے مابین جنگ بندی ہو گئی۔ اس معاہدے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کا زور اور قوت توڑ دی۔ اب ایک ہی دشمن کا سامنا تھا دوسرے کے ساتھ دس سال تک جنگ نہ کرنے کا معاہدہ تھا۔ قریش کی اس معاہدے کی غلطی نے یہود کو مسلمانوں کے سامنے کمزور کر دیا۔ اب وہ یہود مسلمانوں کا واحد ہدف تھے۔

قرآن اس معاہدے کی سخت شرائط کے باوجود صلح حدیبیہ کو "فتح مبین" قرار دیتا ہے اور 8 ہجری میں جب قریش نے صلح حدیبیہ والے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور چھپ کر اپنے حلیف قبیلے کی مدد کی تو رسول اللہ ﷺ نے کفار کو اس معاہدہ کے توڑنے اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ نے مکۃ المکرمہ کی طرف کوچ کرنے کا فیصلہ کیا اپنے اس اقدام کو ہر اعتبار سے مخفی رکھا۔ مکہ کی سمت دس ہزار لشکر کے ساتھ کوچ کیا قریش کو اس کی بالکل خبر تک نہ ہوئی۔ جب مکہ کے پہاڑوں کے نیچے پڑاؤ ڈالا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کو اطلاع دی جو شخص اپنے گھروں میں چلا جائے یا بیت اللہ شریف میں آجائے یا اپنے ہتھیار پھینک دے یا سردار مکہ ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے۔

CC BY

اسلامی فوج اس کے ساتھ مزاحمت ہر گز نہیں کرے گی۔اس کے بعد اسلامی فوج کو تین راستوں سے شہر میں داخل کیااور تاکید کی کسی کو خونریزی کی اجازت نہیں اور کسی کو بھی قتل نہ کیا جائے۔جب پوری طرح مکۃ المکرمہ پر قبضہ ہو گیا۔کعبہ کے اندر اور اطراف میں رکھے ہوئے بتوں کو پاش پاش کر دیا گیا تو پھر سب اہل مکہ کو اور شہریوں کو بیت اللہ الشریف مسجد حرام میں جمع ہونے کا حکم صادر کیا۔اہل مکہ کو ان کی ساری کارستانیاں بتا کر اور ان کے سارے واقعات یاد دلا کر آپ ان سے سوال کیا بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں۔سب نے بیک زبان کہا آپ کریم ابن کریم ہیں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا تتریب علیکم الیوم اذھبوا وانتم الطلقاء۔

”جاؤ آج تمہارا کوئی مواخذہ نہیں ہے۔تم سب کے سب آزاد ہو۔“

اس اعلان معافی عام کی گونج مکہ کے ہر در و دیوار سے گونجنے لگی۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سارا مکۃ المکرمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کر رہا تھا اور یوں داخل اسلام ہو رہا تھا۔سب نے اپنی مکمل اور غیر مشروط اطاعت کا اعلان کیا اور اپنے ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے کا اظہار کیا۔

دنیائے فلک کیا عجب منظر دیکھ رہی تھی کہ 21 برس مسلسل لڑنے والے دشمن کو رسول اللہ ﷺ نے بالکل معاف کر دیا۔اگر رسول اللہ ﷺ چاہتے تو مہاجرین کی وہ جائیدادیں جو اہل مکہ نے غصب کی تھیں ان کی جائیدادوں کی پاداش میں سب کے لیے قتل عام کا حکم جاری کر دیتے اور اہل مکہ کو ہمیشہ کے لیے اپنا غلام بنا لیتے۔یقیناً اس عمل سے جذبہ انتقام کی تسکین ضرور ہوئی اور جذبہ عداوت درندگی کو وقتی فتح زندگی لازمی ملتی اور اگر سب اہل مکہ کا مال بھی لوٹ لیتے تو 100 فیصد حق بجانب تھے اور فاتح قومیں تو عموماً اپنے دشمن کے مال سے بھی بڑھ کر اس کی جان تک لے لیتی ہیں۔مگر مال ہاتھ کا میل ہے آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔اسی طرح اگر آپ اہل مکہ کی دائمی غلامی کا حکم دے دیتے مگر نامعلوم وہ انتقامی کاروائی کی حد تک کب تک وہ چلتی رہتی تو ایسے موقع پر نگاہ نبوت کا اور فراست رسالت کا فیصلہ یہی تھا اپنے خونی دشمن کو اس کی جان و مال عزت و آبرو اور زمین و جائیدادپر ہر حوالے سے مکمل معاف کر دینا چاہیے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

اس لیے اعلان عام فرمادیا سنو اہل مکہ تمہاری دشمنیاں تمہاری عداوتیں مجھے بھولی نہیں، عداوت تمہارا کرار تھا، میرا کردار کردار محبت ہے اس لیے میر اعلان سنو لاتتریب علیکم الیوم وانتم الطلقاء۔ جاؤتم سب کو معاف کیا، تم ہر انتقامی سزا سے آزاد ہو۔ یہ عظیم عمل وہی ذات کر سکتی ہے جس کو رب نے اپنے اسوہ حسنہ، اپنی سیرت شخصیت میں اور اپنے کردار واخلاق میں ایک کل عالم کے لیے نمونہ کمال بنایا ہو۔ جس کی اسی اعلی سیرت اور ارفع اسوہ حسنہ کی گواہی خود باری تعالی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ کے ذریعے دیتا ہے۔ لاتتریب علیکم الیوم کی صدائے بازگشت آج بھی دنیا میں جاری وساری ہے اور اس صدائے معافی عام کا گونجنا اب بھی بند نہیں ہوا۔ اس صدا سے مکہ والوں کے دل پگھل گئے جسم شرم سے پسینہ پسینہ ہو گئے۔ اس اعلان نے اہل مکہ کی ایسی کایاپلٹی کہ ان کو اپنی شکست کا ذرابرابر بھی خیال تک نہ آیا اور نہ کسی قسم کا کوئی رنج اور غم محسوس ہوا۔ وہ اس دنیا میں اپنے سب سے بڑے دشمن کے کلمہ گو اور جانثار ہو گئے ان کے قابل فکر امتی بن گئے اور ان کو رسول و نبی دل و جان سے تسلیم کر لیا اور آپ کے ایسے تابعدار اور اطاعت گزار ہوئے کہ دنیا ان کی تابعداری اور جانثاری پر رشک کرنے لگی۔

کاش سیرت النبی سے سبق لیتے ہوئے پہلی عالمی جنگ میں لاکھوں انسانوں کو بھی قتل نہ کیا جاتا اور کاش دوسری عالمی

جنگ کے موقع پر لاکھوں انسانوں کا خون نہ کیا جاتا اور آج دہشت گردی کی جنگ میں بھی ہزاروں اور لاکھوں معصوم انسانوں کا خون ہی خون نہ کیا جاتا اور آج اسوہ محمدی ﷺ کے تحت قاتل اور دہشت گرد معصوم انسانیت کو معاف کرتے۔ سیرت النبی ﷺ کی اس عملیت جامعیت، کاملیت، اکملیت کی طرف حضرت حسان بن ثابتؓ نے سارے عالم انسانیت کو اور کل عالم اسلام کو متوجہ کرتے ہوئے اس سیرت کو ہر انسان کو اپنی سیرت بنانے کی طرف یوں متوجہ کیا ہے:

واحسن منک لم ترقط عینی

واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرا من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 3 Issue 2 (July-Dec., 2023)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 30, 2023

حوالہ جات

1. الاحزاب،33: 21
2. ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی، نگارشات پبلشرز، مزنگ روڈ لاہور، ص9
3. الحشر،59: 7
4. النجم،53: 3،4
5. الحشر،59: 7
6. ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی، نگارشات پبلشرز لاہور، ص19

OPEN ACCESS

CC BY